

THE
OUDH PUNCH LUCKNOW
Volume X
1925
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS (ARISTOTLES)
S. Fazlullah Artist

لندن ڈائرکٹری

سالانہ شائع ہوتی ہے

پانچ زبانوں میں مقامی اور غیر ملکی کارخانوں و تاجروں کا ذکر ہوتا ہے لندن اور انگلستان کے دیگر شہروں از سلطنت متحدۂ آئرلینڈ برّاعظم یورپ افریقہ امریکہ ایشیا آسٹریلیا وغیرہ کے مشہور تجارتی مرکزوں کے

کارخانوں اور سوداگروں

سے براہ راست خط و کتابت اور معاملہ کا بہترین ذریعہ۔ نام و پتہ مع دیگر تفصیلات کے تین ہزار سے زائد تجارتی عنوانات کے ماتحت دیئے گئے ہیں جن میں۔

باہر مال بھیجنے والے تاجر

جہاز پر جانے والے مال کی تفصیل معہ ان کی بازاروں کی تشریح کے ساتھ۔

جہازوں کے راستے

مع بندرگاہوں اور روانگی جہاز کے متعلق مزید تفصیلات کی تشریح کے موجود ہے جو کارخانے اپنے تعلقات وسیع کرنا چاہتے ہیں!

ایجنسیوں کے خواہشمند

ہر ان کا نام و پتہ ایک چھپی مناسب عنوان کے ماتحت صرف

ایک پونڈ دس شلنگ

میں درج کر دیا جائے گا۔ بڑے اشتہاروں کا نرخ علیحدہ ہے۔ فہرست جو صاحب اسباب بھی تجارت سے دلچسپی رکھتے ہیں اس نئی ڈائرکٹری کی بہت سی قدر کرتے ہیں اور اس کی ایک جلد صرف ۲ پونڈ آرڈر کے ہمراہ موصول ہونے پر بذریعہ پارسل روانہ ہوگی۔

لندن ڈائرکٹری کمپنی لمیٹڈ ایبچرچ لین لندن ای سی ۴ انگلینڈ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو { کھانسی، ہیضہ، درد پیٹ درد سر، سنگرہنی، نقرس، ورم، بخار، کے امراض کے لئے خوش ذائقہ دوائی جو صرف پانی میں چند قطرے ڈال کر دینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہیں۔

قیمت ۱۸ ہر جگہ بکتا ہے

دودھ گج کیسری پینے والوں کو جلد جلد طاقت دینے والی لاثانی دوا۔ قیمت ۱۸

بال سدھا بچوں کی کمزوری کو دور کر کے بدن کو مضبوط فربہ اور پھرتیلا بنانے والی میٹھی دوا۔ قیمت ۱۸

ڈاک خرچ علیحدہ لگے گا

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب | **بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی**

سول ایجنٹ اندر چند و بند کو لکھنؤ

انسان سب کی نظروں سے پوشیدہ

وہ سب کو دیکھے اسے کوئی نہ دیکھے کتاب عجائبات زبانی کو خاص عمل اور محبت اور بغض کے سیکڑوں عملیات علوی عملیات ہمزاد کا مطیع کرنا اور فال نامہ جات وغیرہ اگر کسی کا بھی عمل غلط یا بے اثر ثابت کرے ۲۵ روپیہ انعام ہوگا۔ ناظرین اودھ پنچ ایک ایک جلد ضرور منگا کر آزمائیں۔ حلفیہ قیمت واپس کر دوں گا۔ قیمت ۱؎

نوٹ: مسمریزم جسکے سات دن پڑھنے سے معشوق ...... نام ...... قیمت ۱؎

...... قیمت ...... ۱۔ دو روپیہ ......

[illegible]

دلکوئی نیا سامان نہیں کہ آپکو سمجھانے کی ضرورت پڑے

یہ وہ ہیں جس کی بہت شہرت ہے ...... گولیاں جسکے استعمال سے طبیعت کی کمزوری ...... جاتا ہو گا ...... خون صاف ہو جاتا ہے ...... کسی بیماری کی علامت ...... دماغ اور قوت ...... قوت ملتی ہے۔ ان باتوں کے علاوہ ...... قیمت فی ڈبیہ ......

المشتہر

ویدیا شاستری منی شنکر گووند جی جام نگر کا ٹھیاوار

(ایجنٹ) اندر چند و بند کو چوک لکھنؤ

ہر بیماری کا علاج خود کر لو

جو صاحب اس نادر و قابل قدر کتاب مجربات عیسیٰ مصنفہ حکیم ...... کو ضرور مطالعہ کریں گے وہ ...... بیماری کا علاج نہایت ہی عمدگی سے خود کر کے قابل ...... سکیں گے ...... روپیہ کا نفع ...... سیکڑوں روپیہ ...... کتاب ...... فائدے ...... قیمت فی کتاب ...... محصول ڈاک ...... ایک سال ...... ایک کتاب مفت۔

منت لو صاحب ...... مجربات ...... چراغ صحت ...... مفت بھیجا جائے گا۔

المشتہر منیجر دفتر چراغ حکمت علیگڑھ شہر (یوپی)

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامۂ عراق

عجب دلچسپ نظم ہے پڑھئے اور شاعر کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے۔ قیمت فی جلد ۸؎ ٹکٹ بھیجئے یا وی پی اور منی آرڈر منگائیے ...... ہے۔

المشتہر :- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱ — نمبر ۴۹

مضامین غیر

مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۲۵ء

میل تدقیق در سرمۂ تحقیق

(نمبر ۹)

تتمہ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۵ء

حضرت بیخود فرماتے ہیں:-

"اگر حقیقت میں کچھ بحث کرنا ہے تو میں نے جو غزل غالب کا حل لکھا ہے اُس پر ہو ورنہ ایسی مضمون نگاری سے تو شاید کوئی فائدہ نہیں۔ جس میں سو میں ایک اعتراض بھی ایسا نہ ہو جسپر قلم اُٹھانے کی ضرورت ہو"

اس عبارت سے تخلص کا افریقۂ بیخودی اس طرح ٹپکی پڑتی ہے جیسے آپ کے پسینے میں۔ تھوڑا معلوم ہوتا ہے کہ ۱۴ مئی سے ۲۴ جون تک اودھ پنچ کے ۷ نمبر جو حل غزل غالب کے متعلق نکلے قطعاً ملاحظہ سے نہیں گزرے علے ہذا القیاس ۱۴ اکتوبر کا "پنچ" بھی آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا جس میں اطلاع دی گئی ہے کہ مسلسل آٹھ نمبروں میں حل کی خبر لی گئی ہے۔ اے حضرت اپنے حل کو آپ "حل" کا لقب دیجیے لیکن ہم تو اسے "طرز تغافل" سمجھتے ہیں۔ جو حل اور بے حل کی قید سے بے نیاز ہے۔ سیکڑوں عنوان بیان مطلب کے اختیار کیجیے ایک بھی راس نہ آیا۔ شرح طباطبائی سے جو مطالب سرقہ کیے گئے وہ تو خیر باقی جو کچھ سرکاری دماغ نے پیش کیا وہ اہل فہم کی توجہ کے قابل نہیں ہے۔ اودھ پنچ کے مضمون بیخودی اور اپنی لکھی ہوئی شرح کا مقابلہ کیجیے اور خود ہی انصاف فرمائیے یا کسی صاحب ذوق کو دکھائیے۔ یہ پرچے دنیا میں شائع ہو چکے ہیں اور ان کے نسخے ابھی تک موجود ہیں "بیخودی یا بیخبری"

کے اظہار سے لوگ بدگمان ہوں گے اور کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

ان سطور کے بعد حضرت ان اعتراضات کی طرف ملتفت ہوتے ہیں جو غالب مرحوم کے کلام پر وارد کیے گئے ہیں۔ اصلاح ذات البین کے متعلق آپ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب طباطبائی نے غالب کے اشعار کی شرح میں متعدد مقامات پر سہو کاتب تسلیم کیا ہے۔ لہذا یہاں بھی سہو کاتب خیال کرنا چاہیے اور "اصلاح بین الناس" کی جگہ "اصلاح ذات البین" سمجھنا چاہیے۔ اور آخر جواب میں فرماتے ہیں:-

"بہر حال اگر فاضل معترض اور قابل شارح کو یہی اصرار ہے کہ نہیں مرزا سے غلطی ہوئی اور ضرور ہوئی تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ ایسا ہی ہوگا۔ مرزا نہ فرشتہ تھے نہ امام۔ نہ نبی تھے نہ خدا۔ غلطی ہوئی ہو گئی"

پنچ کے ناظرین اس جواب کی مضبوطی ملاحظہ فرمائیں۔ اگر غلطی تسلیم کرنا کوئی جواب ہے تو بے شک حضرت بیخود نے غالب کی وکالت کا حق اسی طرح ادا کر دیا جیسے ایک احمق الذی وکیل نے ادا کیا تھا۔ روایت ہے کہ بریلی میں ایک وکیل تھے آپ کے جوہر ذاتی کی قدر لوگوں کو نہ تھی اسوجہ سے آپ کو بہت کم کچہری جانے کا اتفاق ہوتا تھا۔ دوسرے ہم پیشہ ترس کھا کے بعض مقدمے بھیج دیتے تھے ادھر موکل آیا اس نے سلام کیا اور آپ نے پوچھا تمہیں کس نے بھیجا ہے۔

موکل "لالہ کرپارام صاحب نے"

وکیل "ہوں! وہ تو میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا جب کوئی کٹھن مقدمہ آ جاتا ہے تو میں یاد آتا ہوں۔ آخر بھائی وہ بھی تو وکیل ہیں خود انھوں نے مقدمہ کیوں نہ لیا؟"

موکل "حضور میں کیا جانوں انھوں نے آپ کا نام بتایا میں چلا آیا"

وکیل "ہاں ہاں یہی میں کہتا ہوں جب مشکل پڑ جاتی ہے تو میں کمبخت ناشاد یاد آتا ہوں۔ اچھا لاؤ دیکھوں۔ کیسا مقدمہ ہے کیا روداد ہے" مسل پڑھتے ہی گردن ہلائی اور کہا میں نہ کہتا تھا کہ یہ قانون دانی بڑی چیز ہے منھ کا نوالہ نہیں ہے کہ فٹ سے نگل جائیے۔ اف! کتنا پیچیدہ مقدمہ ہے! دفعات جعل پیش کی۔ تو میاں اس میں وکیل بیچارہ کیا کرے گا۔ جو آگ کھائے گا انگارے ہگے گا۔ تمہارے بھائی صاحب یقیناً قابل سزا ہیں۔ کیوں ایسی حرکت کی؟"

موکل "حضور اور دوسرے وکلا تو کہتے ہیں کہ جعل ثابت نہیں ملزم بری ہو جائے گا۔ لالہ کرپارام نے بھی یہی فرمایا تھا کہ مقدمہ آسان ہے گھبراؤ نہیں۔ آپ کا نام لیا تھا کہ منشی چپیق الزماں صاحب کی خدمت میں جاؤ ہم نے قابل بحث امور کے متعلق نوٹ لکھ دیے ہیں انھیں دکھاؤ وہ پیروی کریں گے۔"

وکیل "اے کیوں نہیں۔ بہت آسان! ایسا ہی حلوا تھا تو لالہ کرپارام نے پوری کے ساتھ خود کیوں نہ تناول فرمایا بندۂ عاصی کیوں یاد آیا۔"

موکل "حضور وہ فیس دینے کی وسعت نہیں رکھتا۔ لالہ کرپارام کی فیس چالیس روپیہ یومیہ ہے بھلا ایسا غریب آدمی کہاں سے ادا کرے۔ انھوں نے ارشاد فرمایا کہ منشی چپیق الزماں بہت کم فیس لیتے ہیں انکے پاس چلے جاؤ"

وکیل "تو کیا میں چالیس روپیہ سے کم فیس لیتا ہوں"

موکل "حضور اتنی فیس ادا کرنے کی استطاعت ہوتی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہی کیوں ہوتا"

وکیل "یہ ہمارے منھ در منھ ہماری توہین۔ ہائیں؟ بے خطر کہتا ہے نہ دکھاؤں؟"

موکل "اچھا تو مقدمہ کی مسل عنایت کیجیے"

وکیل "کیا کہا؟ توہین بھی کرو گے اور مسل بھی لیجاؤ گے! جاؤ نالش کرو"

الغرض بک بک جھک جھک کے بعد دو روپیہ فیس پر معاملہ ختم ہوا وکیل صاحب حاکم کے اجلاس پر گئے مقدمہ پیش ہوا۔

سرکاری وکیل "حاکم سے، حضور ملزم پر جرم ثابت ہو چکا"

چپیق الزماں "خداوند میں نے بھی ملزم کے بھائی سے یہی کہا تھا"

حاکم: تو کیا تم اپنے موکل کا جرم تسلیم کرتے ہو؟
چبیق الزمان: میری رائے تو حضور کی رائے کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔
حاکم: تم اپنے موکل کی طرف سے کیا عذر کرنا چاہتے ہو؟
چبیق الزمان: حضور میری مجال ہے کہ عذر کروں۔ حضور مالک ہیں کہ از خورداں خطا و از بزرگاں عطا۔ میرا موکل کمبخت نہایت بدکار ہے جیل بھیجا دیا جائے۔
حاکم: تو گویا تمہارے نزدیک مقدمہ ایسا واضح ہے کہ شاید کوئی قانونی عذر ملزم کی براءت میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔
چبیق الزمان: لاحول ولا قوۃ! ہوتا بھی تو حضور کے سامنے پیش نہ کرتا۔ میری مجال ہے کہ حضور کو قانون سکھاؤں۔ مگر مقدمہ عرض ہے کہ یہ غریب آدمی ہے وقت بے وقت ملازمت سے بچارا [illegible] غلطی ہو ہی جاتی ہے۔
حاکم: اچھا تو جیل کا مقدمہ ہے آپ صرف رحم کی درخواست کرتے ہیں۔ عدالت کا ارادہ تھا کہ وہ عبرت کے لیے ملزم کو سخت سزا دے۔ خیر بالفعل پانچسو روپیہ جرمانہ اور تین سال قید بامشقت کی سزا دی جاتی ہے۔
چبیق الزمان: ملزم سے سلام کر کمبخت حضور کو سلام کر۔ حضور نے بہت نوازش فرمائی۔ اس جرم کی چھوٹی سے چھوٹی سزا پھانسی ہے۔ بچ گئے بچا۔ مجھے دعا دو۔ جو کہیں کر بارام ہوتے تو میاں تم پھانسی پر لٹکے ہوتے۔ کچہری سے باہر ہاں منشی جی [illegible] شکرانہ دلواؤ۔ کیوں استاد کیسی پیروی کی۔ مذکورہ صرف تین منٹ میں یہ معاملہ حل ہو گیا۔ غریب مجرم وکیل صاحب کو دعائیں دیتا جیل پہنچ گیا۔ اب جیل میں دیکھا جائے گا مگر منشی چبیق الزمان صاحب نے آٹھ آنے اور وصول کر لیے۔

بندہ پرور! آپ کی بھی یہی حالت ہے۔ حضور ما روشن دل ما شاد۔ افسوس مرزا غالب کہاں ہیں جو آپ کی اس وکالت پر شکریہ عنایت فرماتے۔

سبحان اللہ۔ کیا کیا قانون کے نکات حل کرنے بیٹھے اور الزام قبول کر لیا۔ چلیے دعوے کا جواب ہو گیا۔ مرزا غالب زندہ ہوتے تو اس وکالت پر سلام بھی کرتے۔ خیر اب یہ ممکن نہیں۔ ان کے خوان انعام سے آٹھ آنے وصول فرما لیجیے۔

غالب کا ایک شعر ہے ؎

نہ لائی شوخی اندیشہ تاب رنج نومیدی
کف افسوس ملنا عہد تجدید تمنا ہے

اس کی شرح میں جناب مولانا طباطبائی ارشاد فرماتے ہیں کہ مصنف نے تفنن کلام کی راہ سے "تجدید عہد تمنا" کے بدلے "عہد تجدید تمنا" کہا ہے گو محاورے



نزول بہ تنزل

سے الگ ہے مگر معنی درست ہیں۔" پھر فرماتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ دھوکا کھایا جیسے "اصلاح ذات البین" کے مقام پر "اصلاح بین الذاتین" لکھ گئے۔"

ہر شخص اس عبارت کو دیکھنے کے بعد کہہ سکتا ہے کہ اعتراض مقصود نہیں۔ ایک جگہ تفنن کلام ہے دوسری جگہ احتمال ہے۔ "اصلاح بین الذاتین" کے معنی بھی درست ہیں۔ عہد تجدید تمنا کے معنی بھی۔ صرف محاورے سے چشم پوشی کا الزام ہے جو تفنن کلام کے سر منڈھ دیا گیا گویا شاعر نے عمداً محاورے سے اعراض کیا۔ طالب علم کو متنبہ کر دینا فرض

فرض منصبی تھا۔ اس نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ ہر شخص تجدید عہد اور اصلاح ذات البین کہتا ہے کوئی اصلاح بین الذاتین اور عہد تجدید نہیں کہتا۔ غالباً طالب علم سمجھ گئے ہوں گے مگر سمجھے تو ہمارے حضرت۔ جہاں نگاہ دور رس نہ تھی ادراک کی یہ نوبت تھی کہ [illegible] آپ نے کیا سمجھا ہے۔ جو شخص اصطلاحات عربی نہیں جانتا تھا وہ غالب کے دیوان کی شرح لکھنے بیٹھا ہے۔ شعر کا مطلب شاعری کے اعتبار سے یہ ہے کہ وہ پہلے مصرعے میں رنج نومیدی کی نفی کرتا ہے یعنی شوخی اندیشہ نومیدی کا رنج سہہ نہ سکی پھر دفع دخل کرتا ہے کہ کف افسوس ملنے سے رنج نومیدی کا اظہار مطلوب نہیں بلکہ اسے تجدید عہد تمنا سے تعبیر کرنا چاہیے۔

تحریر سند باقی ہے۔ تحریر میں نظر ثانی کی گنجائش ہے بخلاف تقریر۔ کہی ہوئی بات واپس نہیں آتی منہ سے نکلی ہوئی بات بگڑی جاتی ہے۔ اور یہ عذر اور تاویل کھسیانے پن کی دلیل ہے مگر ہمارے حضرت نقوی کی فصاحت ملاحظہ ہو یا اپنے کو عہد پر مضبوطی سے قائم رکھنا مقصود ہے۔ میرے کو یہ کہنا مقصود ہے کہ تمہارے کو اردو سے کیا دشمنی ہے۔ اردو نے تمہارے کو کیا نقصان پہنچایا ہے؟ اگر اپنا لکھا دوبارہ دیکھ لیتے تو کیا قباحت تھی کرتا۔ یہ اپنے کو یہاں لکھ بولتا ہے۔ جو شخص اپنے کو بولتا ہو وہ بھلا تنافر اور دیگر عیوب کیا خاک سمجھے گا۔ ہم نے کہا تھا کہ غالب کے اس مصرعہ میں ؎

کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکوں

تنافر ہے۔ حضرت نقوی تنافر کے یہ معنی سمجھے کہ دو حرف ہم جنس یا دو ایک جنس کے ایک جگہ جمع ہو جائیں تو عیب تنافر پیدا ہو جاتا ہے یہی تنافر کی حد ہے حالانکہ تنافر کی تعریف یہ ہے۔

"وصف فی کلمۃ یوجب ثقلہا علی اللسان وعسر النطق بہا۔"

عسر نطق و ثقل کلمہ کا وصف جس کلمہ میں پایا جائے وہ تنافر کے عیب سے خالی نہ ہوگا۔ حضرت نقوی

تنافر کی مثالیں ڈھونڈھنے لگے تو یہاں کہیں دو حروف متحرک ایک جنس کے ملے خواہ ان میں عسر تلفظ و ثقل ہو یا نہ ہو آپ نے لکھ ڈالے ہیں کہ مولانا طباطبائی کے اس جملے میں عیب تنافر نظر آیا: "میرے اشتیاق قتل الخ" میر انیس مرحوم کے ان مصرعوں میں عیب تنافر نظر آیا۔

۱۔ گھوڑے کو کسی باگ پہ چلتے نہیں دیکھا

۲۔ وہ تیز منہ کہ کوہ کو کھا لے مثال کاہ

حالانکہ یہ سب مثالیں عیب تنافر سے خالی ہیں۔ شوق قتل نہ ثقیل ہے نہ عسیر النطق۔ اسی طرح جناب انیس مرحوم کے پہلے مصرعے میں دو ک پے ایک جگہ ہیں۔ مگر دو حرفوں کا ایک جگہ جمع ہونا تنافر کے واسطے مشروط نہیں ہے جو ہم کہیں کہ ثقل و عسر تنافر کی حد تک پہونچ گیا۔ دوسرے مصرعے کے سیاق ہی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ عمداً شاعر نے یہاں کوہ اور کاہ کی مناسبت سے متعدد کاف جمع کر دیے ہیں جیسا کہ ایک عربی مصرعے میں ہے ؎

"یا قویم لقد قد قوست ظلی فاستقم"

یہ قصیدے کا ایک مصرعہ ہے مگر تمام قصیدہ اسی صنعت میں ہے۔ اگر قرینہ دلالت کرے کہ شاعر نے عمداً ایسے عنوانات اختیار کیے ہیں تو یہ عیب تعقید پر محمول ہو کے ہنر ہو جائے گا بلکہ ایسے عیب کا شمار صنائع میں کیا جائے گا۔ حروف حلقیہ کا مجموعہ "ع غ ح خ" قعہ ہے ثقیل بھی ہے عسیر النطق بھی ہے مگر اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ اصل یہ ہے کہ حضور فن بلاغت کی باریکیوں سے واقف نہیں ہیں۔ تحقیق مرکز خاطر ہے۔ اگر تحقیق مد نظر ہوتی تو تمام اساتذہ کے کلام معائنہ فرماتے اس وقت متروک و غیر متروک پر آپ کو اطلاع ہوتی۔ کسی متن کے متعلق شارح کے فرائض پر وقوف ہوتا۔ اعتراض اور تفصیل یا تنبیہ میں امتیاز کرتے۔ کوئی جاہل اگر آیۂ "وجعلوا للہ شرکاء الجن" پر اعتراض کرے کہ یوں کہنا لازم تھا "وجعلوا الجن شرکاء للہ" تو وہ شاید آپ کے نزدیک بھی جاہل ہوگا با اینہمہ کہ جو جلیل معانی محض لفظ "للہ" اور "شرکاء" کی تقدیم سے پیدا ہوتے ہیں وہ اس کے خواب میں بھی بوجہ جہالت نہیں آ سکتے۔ اہل بلاغت اس قسم کی تقدیم و تاخیر تفصیل و اجمال جمع و تفریق۔ بعد و قرب۔ وصل و فصل سے بہت بڑے بڑے فوائد حاصل کرتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ یہاں کاتب سے غلطی ہوئی اصل مصرعہ یوں ہوگا۔

"کیا قسم ہے ترے ملنے کی جو کھا بھی نہ سکوں"

اس وجہ سے قابل قبول نہیں کہ "تنافر لفظی عیب ہے" اور جو لوگ معانی کی پروا زیادہ کرتے ہیں وہ ایسے عیوب پر اعتنا نہیں کرتے۔ حضور عالی اگر آپ "کہ" کی جگہ "جو" لگا دیں تو معنی کی وہ رقت سلب ہو جائے گی جو "کہ" نے پیدا کی ہے۔ یہاں "کہ" بہ نسبت "جو" کے زیادہ برمحل ہے۔ آپ نے "جو" اور "کہ" کا محل استعمال ابھی تک نہیں سمجھا۔ "کہ" کی غلطی کاتب کے سر منڈھنا۔ مولانا طباطبائی بھی جانتے ہیں انھوں نے جہاں کتابت کی غلطی مظنون تھی وہاں اشارہ کر دیا ہے جسے آپ نے بھی نقل فرمایا ہے۔ اگر "جو" ویسا ہی مناسب ہوتا تو ہرگز کاتب کی گردن ناپنے میں کوتاہی نہ کرتے مگر وہ آپ کی طرح فن بلاغت سے نابلد نہیں ہیں۔

حضور ذرا غور فرمائیے اگر "کہ" کا "جو" ہو سکتا ہے تو یقیناً "جو" کا بدل "کہ" بھی ہو سکتا ہے۔ غالب کے اس مصرعے پر:۔

"یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا"

مولانا طباطبائی کا یہ ایراد ہے کہ "جو" کا واو ساقط ہوا تو دوسری متحرک جیم پہلی جیم سے نزدیک ہو گئی گر آپ اس ایراد کو تسلیم کرتے ہیں اور یہاں "جو" کو "کہ" سے بدل نہیں دیتے "یہ خلش کہاں سے ہوتی کہ جگر کے پار ہوتا" ابھی وہاں "جو" لگا دیا۔ یہاں "کہ" جڑ دیجیے کیوں غالب پر اعتراض کی شامت برداشت کیجیے۔ یا میر انیس کے سے فصیح کو زبردستی بدنام کرتے پھریے۔ آپ نے میر انیس کے ساتھ خدا جانے کیوں بیر باندھا ہے یہ کہہ کے عیوب گنوا دیے۔

اب میں تنافر کی چند مثالیں ایسے شاعر کے کلام سے پیش کرتا ہوں فصاحت جس کا کلمہ پڑھتی ہے اور پھر غیر واقعی عیوب ظاہر کرنا بہت بڑی جسارت ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ثقیل حروف کے اجتماع سے تنافر ہوتا ہے مگر جب یہ حروف عمداً جمع کیے جائیں تو یہ عیب صواب ہو جاتا ہے عربی مثال ہم اوپر درج کر چکے۔ اردو مثال بھی مزید وضاحت کے لیے لکھے دیتے ہیں۔ بچوں کی زبان صاف کرنے کی غرض سے قریب المخارج حروف سے ایک عبارت بنا کے رٹائی جاتی ہے۔

(۱) جلدی جلدی کہو "دش ماشہ سونف دش ماشہ شکر"

(۲) "تو تیلی تتی سیٹھ سے"

(۳) "پیٹھ جو اونچی اونٹ کی کچھ اونٹ کی اونچائی سے نہیں اونچی پیٹھ اونٹ کی پیٹھ ہے ہی اونچی اونٹ کی"

(۴) "کھیت پہ بیٹھے باقر باکھر باقر کھاتے تھے باقر کے کیا باپ کی باکھر کیوں باکھر باقر کھاتے تھے"

(۵) "چپاتی کے چھپاکے سے رکابی ٹوٹی چینی کی"

---

(۶) اکثر دیہاتی اشخاص "س" کی جگہ "ث" بولتے ہیں ایک صاحب کے چڑھانے کی غرض سے بچوں نے ایسے الفاظ جمع کیے جن میں "س" کی بھرتی زیادہ ہو۔
"لالہ نفرام ٹلکینا کی فقرال فرشتے میں ہے انکی ذات کا اسم فریف ہے فرفتی اور فسرے کا اسم اقدث ہے فرجو پرفاد۔ وہ فاٹے میں فوتے ہیں"
(لالہ اسرام سکینا کی سسرال سرسی میں ہے انکی ساس کا اسم شریف ہے سرستی اور سسر کا اسم اقدس ہے سوجو پرشاد وہ سائے میں سوتے ہیں)
(۷) اکثر اودھ پنچ میں ایسے مضمون شائع ہوئے ہیں جن میں کسی مخصوص حرف کی بھرمار ہے۔ تلاش سے وہ الفاظ مہیا کیے گئے ہیں جن میں یہ حرف ضرور ہو۔
اتنی وضاحت کے بعد اگر حضرت بیخود یہ ثابت کر لیں کہ غالب کے اس مصرعے میں:۔

کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکوں

محمد آغا فرپیدا کیا گیا ہے تو ہمیں حق رسوئی۔ ورنہ حق بات کا اظہار کسی مذہب و ملت میں گناہ نہیں "جو پڑھا وہ اولی القول بالا یرضی بہ قائلہ" کی حد میں داخل ہے۔
بحث تنافر کے بعد حضرت بیخود نے "اثبات" اور "پیچ" کی تذکیر و تانیث میں بھی شیدا صاحبان تحقیق کے خلاف بحث سے بعض دوسرے لفظوں سے بحث کرنی شروع کر دی جنکا تعلق اصل لفظ مبحوث عنہ سے بالکل نہیں ہے۔ یعنی ہمارا اعتراض تھا کہ مرزا غالب نے اپنے اس مصرعے میں "اثبات" کو مونث باندھا ہے۔
"نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش گویا"
اثبات لکھنؤ اور دلی دونوں جگہ مذکر ہے۔ اگر ہمارا دعوے غلط ہے تو غلطی کا ثبوت اساتذہ کے کلام سے ملنا چاہیے۔ کوئی نظم و نثر کی مثال حضرت نے پیش نہیں فرمائی جو اس دعوے کے بطلان میں کارآمد ہو۔ ہمیں بھی معلوم ہے کہ بعض الفاظ ابتک اہل زبان کے نزدیک مذکر بھی ہیں اور مونث بھی۔ مثلاً "آبدست لی" اور "آبدست لیا" دونوں محاورے ہیں۔ اسی طرح خلش کی لفظ۔

ایک کہتا ہے ؎

یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

دوسرے کا قول ہے ؎

ہجر میں رات منظور ہوا خوب ہوا
رات دن کا یہ خلش دور ہوا خوب ہوا

یا خود لفظ "لفظ" غیر محقق التذکیر والتانیث ہے۔ کوئی کہتا ہے "یہ لفظ منہ سے نکلی" کوئی بولتا ہے "یہ لفظ منہ سے نکلا۔" لہذا نشو و نما یا فاتحہ پر اثبات اور "پیچ" کا قیاس فضول ہے۔ الفاظ مذکورہ کو اگر کوئی مونث کہتا ہے تو اسپر کوئی معترض نہیں ہوتا لیکن "پیچ" کی تذکیر پر اہل زبان کے کان کھڑے ہوتے ہیں۔
اسیطرح "اثبات" کی تانیث ہمیں معلوم ہوئی ہم اس سے بھی واقف ہیں کہ الفاظ کی تذکیر و تانیث میں زمانے کے تغیر کے ساتھ تغیر بھی ہو گیا۔ مثلاً سودا نے "سیر" کو ایک جگہ مونث نظم کیا ہے اور دوسری جگہ مذکر لیکن اب کوئی مذکر نہیں بولتا اسکی تانیث منقح ہے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ مونثات سماعیہ میں ایسے الفاظ موجود ہیں جو بعض اوقات مذکر مستعمل ہوئے ہیں مثلاً "بزم" عربی کے عام استعمال میں مونث ہے مگر بعض نے مذکر بھی باندھا ہے ؎

بجھا اغراد عتا و نازتا بخا

قاعدے سے "نازتا" بجھت اکنا چاہیے۔ لیکن آپکے نشو و نما سیر فاتحہ معراج اثبات اور پیچ کے غلط بحث سے ہم متاثر نہیں ہو سکتے۔ اثبات مذکر ہے یا مونث ہے یہ دعویٰ ہے دلیل اسکی سماعت ہے اسی طرح قلم مذکر ہے دلیل اسکی سماعت ہے یہ ممکن ہے کہ قلم کی تذکیر و تانیث کسی زمانہ میں منقح نہوئی ہو شائع دیوان غالب نے انکی بول چال سے بھی بحث کی ہے اور حال کی بھی۔ یہ اسکا فرض تھا کہ طالب علم کو مخمصے میں نہ پڑنے دے۔ جب مروج زبان کے خلاف کوئی لفظ سنی جائے گی تو ضرور ذہن کو تشویش ہو گی خصوصاً ایک ہی مصنف کا کلام ہو جسمیں کا ہے جسمیں ہو تو اور زیادہ وسوسے پیدا ہوں گے۔
آپ کے اس جواب پر اہل علم ہنسیں گے کہ: مرزا کے دیوان میں قلم ہر جگہ بھی مونث نہیں ہے دلیلی (پھر اسکا فیصلہ کیونکر ہو کہ قلم مرزا کی زبان پر تانیث تھا یا نہیں)
اے حضرت! مرزا غالب کا دیوان کوئی دہلی نہیں جس پر قلم قلم کی مشق کی گئی ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ انھوں نے ایک جگہ:۔
"ہے قلم میری [illegible] بہ گوہر [illegible]"
نظم کیا ہے اور دوسری جگہ:۔

قصور کی مشہور عالم خوشبودار میتھی

لکھنؤ میں کوٹھی کرایہ پر خالی ہے

ڈاکٹر پی کے شرما رہتک

غریب نواز



بوسہ بہ پیام کا اثر

"وہ چھوائیں منہ ہم تو رخصت ہوئے"

۲ جنوری ۱۹۲۶ء کو یاد رکھیں

جو ناظرین ۲ جنوری کو ہم سے یہ کتابیں بذریعہ ڈاک یا ہمارے کارخانہ دستی خود آکر طلب کریں گے ان کو نصف قیمت پر دی جائیں گی یہ رعایت صرف ۲ جنوری کے لئے ہے ۔ بعد ازاں کوئی رعایت نہ دی جائیگی آپ کی درخواست پر ۲ جنوری کی ڈاکخانہ کی مہر ہونی لازمی ہے نصف قیمت کے علاوہ شاندار رعایتیں ۔ یہ تمام اصل قیمتیں درج ہیں اصل قیمت کم اور قیمت جو کتاب کے سامنے فہرست میں درج ہے رعایتی قیمت سے مراد اصل قیمت کا نصف حصہ ہے پانچ روپے کی رعایتی قیمت کے خریدار کو ۲ روپے کی کتابیں علاوہ رعایت اور دس روپے کے رعایتی قیمت کے خریدار کو چار سو صفحہ کی کتابیں مفت دی جائیں گی جس میں دس روپے کی رعایتی قیمت اور چالیس روپے پر محصول ڈاک معاف کر کے چار سو صفحہ کی کتابیں جو اس فہرست میں ہیں مفت دی جائیں گی۔

نصف قیمت صرف ایک دن کے لئے

صنعت و حرفت کی کتابیں

کتب زراعت و باغبانی

حفظان صحت و طبی کتابیں

اسلامی کتابیں

لطائف و ظرائف

ناول و ڈرامے

متفرق کتب

چند مشہور تھیٹریکل ڈرامے

دیگر منتخب ناول

تذکرات و سوانحعمریاں

جادو کی کتابیں

بول چال اور ادب کی کتابیں

دو مشہور تاریخی کتابیں

سفرنامے

المشتہر منیجر جنرل اسلامی سٹورس لاہور

"نقط خراب لکھا لیکن نہ چل سکا قلم آنکھ"

باندھا ہے۔ شارح نے اعتراض نہیں کیا توضیح کر دی کہ اب یہ لفظ "خشت" نہیں مذکر ہے۔ لکھنؤ والے اور دلی والے دونوں مذکر بولتے ہیں۔ آپ کو اتنا سلیقہ بھی نہیں کہ مختلف فیہ اور غیر منقح میں امتیاز کر سکیں۔ امر مختلف فیہ میں ہر شخص کا ایک خاص مختار ہوتا ہے۔ مثلاً مومن کے زمانہ میں ہو سکتا ہے کہ عام طور پر قلم مؤنث ہو علے ہذا القیاس ممکن ہے کہ میر کے نزدیک قلم میں تکلف علامت تانیث حقیقی ہو۔ لیکن اگر یہ لفظ مختلف فیہ ہے تو ایک ہی شخص مذکر بھی باندھے اور مؤنث بھی یہ نہیں ہو سکتا۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ اس لفظ کی تانیث متروک ہے۔ میر مرحوم کے یہاں ڈھونڈیے اگر "قلم" مذکر باندھا گیا تو ان کے بارے میں بھی ہم یہی کہیں گے کہ اس زمانہ میں اسکی تذکیر و تانیث منقح نہ تھی۔ ان کا دوسرا مصرعہ۔

"قلم ہاتھ آ گئی ہوگی تو سو سو خط لکھا ہوگا"

خود ہی ایک متروک طرز کا حامل ہے آجکل اگر کوئی کہے "سو سو خط لکھا ہوگا" تو خوب بنایا جائے۔ ہم اگر میر کے اس شعر کی شرح لکھنے بیٹھیں تو ضرور طالب علم یا ناظر کو متنبہ کرینگے کہ بجائی اب "خط" چل چلاؤ کے مذکر بن کیا گیا ہے۔ اور "سو سو خط لکھا ہوگا" کی جگہ "سو سو خط لکھے ہوں گے" کہتے ہیں۔ یہ اگلا طرز تھا اب متروک ہے۔ ہم اسکی پروا ہرگز نہ کرینگے کہ حضرت بجود ہمارے ان کلمات کو اعتراض سمجھیں گے یا نہیں اور "زیرکشتی" یا "سیہ کشتی" کا الزام لگائیں گے یا نہیں۔ اے حضرت اگر قلم مختلف فیہ ہے تو آپ مولانا طباطبائی کے علے الرغم "مؤنث" باندھیے اور سمجھیے کہ سونے کی چڑیا ہاتھ لگ گئی۔ مگر آپ تو کہتے ہیں "قلم دو چار جگہ بھی مؤنث نہیں ملتا" اور "قلم مرزا کی زبان پر بہ تانیث تھا" آپ کی طرح ہم خواہ مخواہ بیہودہ عذر سے تجاوز کرنا پسند نہیں کرتے ورنہ ایسے سیکڑوں لفظ لکھ دیتے اور ہزاروں شعر۔ آپ کو تحقیق سے تو واسطہ ہے نہیں آپ کیا جانیں کہ مولانا طباطبائی نے اس قسم کی توضیحات کیوں کی ہیں۔ یہاں تک آپ کے مضمون ۱۱ ستمبر کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ ایک مضمون ہے جسمیں بیشتر تکرار و اعادۂ مطلب پر ہم مجبور ہوئے۔ پہلے مضمون میں صرف اشارے کر دیے گئے تھے تاکہ زیادہ فضیحتا جناب کی وسعت معلومات کا ڈھول نہ پیٹے۔ باوصف تکرار یہ ایک مفید مضمون ہے دیکھنے والے دیکھیں گے۔ اور جنھیں اردو سے محبت ہے وہ قدر بھی کریں گے۔

ہم منتظر ہی رہے کہ "مبارک ہو جو" کی جگہ "مبارک ہو جو" نظم ہو گیا ہے اسکا بھی کچھ جواب ملے گا۔ مگر یہاں قلم چڑیل ہاتھ کی ہاتھ ہی میں رہ گئی۔ اے صاحب نادیل علیل ہی سہی اسکے بارے میں بھی کچھ لکھ ڈالا ہوتا۔ دیکھیے ہم نے آپ کے تمام ضروری ایرادات حل کر دیے۔ فقط

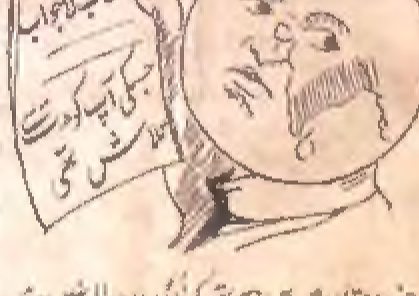
داقف

ادبیات شعرا

بڑادن غائب

نہاں سوز دروں سے نالۂ آتش فشاں کیسا
وہ اخگر ہوں نہ نکلی آنچ بھی دل سے دھواں کیسا

آپ جانیے بڑے دن کی خوشی ہندوستان میں بتقلید لندن ہوتی ہے۔ اب کے سال لندن میں بڑا دن کچھ اداس ہے کیا سنتے کہ میاں شش پنجے نے کرزن کو کفن میں ملفوف کیا۔ ملکہ الگزنڈرا بھی دنیا میں رہنے نہ پائیں۔ لہٰذا ڈالی والی کی رسم الفت اُٹھ۔ ارے ہاں کہیں ایسا نہ ہو کہ لال بجھکڑ والی مثل اصل ہو جائے اور وغرب شد کہ بیل شہود گھنا پڑے۔ ہم لائیں ڈالی اور آپ غم کی جھیل میں چوپٹی کھیلنے لگیں۔ چند شعر برسم تعزیت حاضر ہیں انھیں تاریخ وفات سمجھیے اور بس۔



شمالی سے لباب آ رہی ہیں تھالیاں کیسی
نہیں جب اہل ہند آزاد تو بیکار ہے کونسل
ہوئی دشنام کی بارش بڑھی تنگی تکرار جب
نئی تہذیب میں سسرالی رشتوں کی نہیں پروا
بجا کرتالیاں برسات میں جگنو پکڑتے ہیں
اُٹھائے کون ڈولی ہو گئے ڈیلی کہار اب تو
سوئی لینا بھی ابتک طاہرہ تم کو نہیں آیا

پڑا دن یوم غم تم پر تو پھر یہ ڈالیاں کیسی
بھلا جب کان ہی غائب ہیں تو پھر بالیاں کیسی
یہ پوچھو ساس صاحب کو تھیں یہ گالیاں کیسی
کہاں کے ساس سسرے سالے کیسے سالیاں کیسی
یہ جلسوں میں بجا کرتی ہیں آخر تالیاں کیسی
یہ بیٹی گھر آتی ہیں پردے والیاں کیسی
بنا کرتی ہیں ہم کتنی تمہاری جالیاں کیسی

راقمہ — طاہرہ بیگم

روز کلاں

غزل

لارڈ کرزن جو وا ہند کا محسن افسوس
حسرت اُنکی کی جیسی عمر تری لے کرزن
آدمی کیا کہ شیاطین کو تم کرزن ہے
بے طلب عہد محبت کی ضمانت مجھ سے
کیسی نازل ہوئی سر پہ مصیبت یارب
وعدۂ وصل شب روز کلاں تھا اُن سے
آج ہے قبضہ تو کل حضرت طاعون کا
ہوں وہ ناکام تمنا کہ نہیں جس کا شمار
آج آتا ہے تڑپنے دیتا ہے کل وہ ستمگر

گرچہ ہشیار تھا چالاک تھا لیکن افسوس
سو برس بھی نہ جیا اے مرے محسن افسوس
کرتے ہیں کشمکش اور دیو پری جن افسوس
آج تک کوئی نہ پایا کہیں ضامن افسوس
ہائے کس غم میں کٹا ہے یہ پڑاون افسوس
بُلبیارائی کا پربت یہ پڑاون افسوس
عمر بھر چین نہ پایا کوئی پل چھین افسوس
تو نہ حسرت کو مری گرچہ مجھے کن افسوس
اس جہاں میں کوئی رہتا نہیں اطمن افسوس

راقم — ن۔ ش۔ حجالاوا ٹیری از لکھنؤ

المختصرات

تڑاکم — جناب کے مقام کانپور کا میدان ایک ابر محیط ہے دھڑادھڑ اور جما جھم قومی کانفرنسوں کا مینہ برس رہا ہے کم و بیش ۲۲ کانفرنسیں کانپور میں

صلائے عام

نمائش فنون لطیفہ و یوپی پراونشل میوزک کانفرنس

زیر انتظام انجمن خیرآباد (اودھ) ... جنوری سے ... جنوری تک منعقد ہوگی ... موسیقی ... آلات موسیقی ... آنریری سکریٹری فرسٹ یوپی پراونشل میوزک کانفرنس خیرآباد ... سے خط و کتابت کی جائے

نمائش میں یوپی پراونشل میوزک کانفرنس اور نمائش آلات موسیقی ... کے واسطے قیام و طعام ... انتظام ... مفت ... خط و کتابت کر سکتے ہیں۔

المشتہر

ٹھاکر مہیشوری پرشاد آنریری جنرل سکریٹری
خیرآباد (اودھ)

ہوں گی قوم کے تھن میں غضب کا پنہا آیا ہے۔

حکایت — الیو نیوں میں مبالغہ کی عادت ہوتی ہے ایک صاحب فرمانے لگے واللہ کیا بتاؤں کیسی بکری خدا نے مجھے دی تھی بس یہ سمجھ لیجئے کہ صرف ایک تھن کے دودھ سے سارا محلہ پلتا تھا اور دوسرے تھن کی نوک پر چھپڑ بندھا رہتا تھا کہیں دودھ کا طوفان نہ بہا دے۔ ایک دن یہی ہوا میں شب کو سو رہا تھا دیکھتا کیا ہوں کہ چار پائی ناؤ بن گئی ہے تخت تیر رہے ہیں بکری چلا رہی ہے آنکھ جو کھلی تو سب اٹھ کے بھاگے بکری بیچ ہی دودھ کے چڑھتے دریا میں ڈوب کے مر گئی مکان گر پڑا۔ اب وہاں کھیتی ہوتی ہے زمین اتنی چکنی ہو گئی ہے کہ اسکے گیہوں کا آٹا جب گوندھا جاتا ہے تو اس میں چکنائی بھر جاتی ہے چپاتیاں آپ سے آپ روغنی ٹکیاں ہو جاتی ہیں۔ یقین ہے کہ قومی بکری کا تھن کئی سال سرزمین کانپور میں بھی ایسی ہی قومیت کی چکنائی پیدا کر دے گی۔ ہم سے پوچھیے تو اس کی رد (؟) کا ابھار ہے جہاں دور دراز تعصب کا یہ حال ہے کہ اُردو زبان کا ایک کتبہ بھی نظر نہیں آتا وہاں قومیت سے کیا سروکار جہاں یہ مضمون زیر بحث ہوگا! مسلمانوں کی شرکت بغیر سوراج مل سکتا ہے؟ وہاں عقل کو دخل ہی کیا ہے؟۔ اگر قومیت کے شغل نے پیٹ بھر لایا ہے تو سرکاری کالا تنک کر دکی گج کے تماشے دکھائے گا۔ روپے کے ساتھ روح بھی رخصت ہو گی۔

سال کا خاتمہ — بے دھوم دھامی۔ کیا تھی کہ ہندوستان میں اپنا چھیالیسواں دور حکومت پورا کرنے کے بعد وائسرائے صاحب گھڑیاں گن رہے ہیں ذی الرحیل کی صدا عالم بالا سے آچکی۔ آپ جس لیے آئے تھے وہ خوب نبا ہا۔ اب ہندوستان یکا یک برس اسفرت کا ہندوستان ہے۔ وڈ صاحب جل ہانکتے کو دوں بجا گئے آ نکلے اور دار دیا پر قرقی کی ورقیں بھی چل گئیں۔ ایشیا میں چین کی زوال جنگ رہا ہے بھرتے بھرتے پر کڑی بوٹی ہے۔ عرب میں نجد شمس کا ستارہ اوج پر ہے میاں امیر علی دم کی فکڑی کرکے پر آ دو آیا عراق کے شاہ فیصل ولایت میں بھیک مانگتے گئے ہیں مگر شعلہ بجھا ہے۔ فارس میں شاہ قاچار کی جگہ رضا خان نا چار نے حاصل کی ہے۔ رضا چاہا سو جس کے قانون حقوق شاہی

حسب آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

نوٹس نسبت دکھانے وجہ کے بنمونہ عام

بعدالت آنریبل سب جج صاحب بہادر سلطانپور صدر مقام سلطانپور

مقدمہ نمبر ۹ ۲۳ سنہ ۱۹۲۵ء

لالہ ... پرشاد ... ساکن ... پرگنہ میران پور تحصیل و ضلع سلطانپور ڈگریدار

بنام

مسماۃ بی بی ... وغیرہ — مدیونان ڈگری

مسماۃ بی بی ... زوجہ ... حسین ساکن ... بی بی ... تحصیل ... ضلع سلطانپور پرگنہ میران پور

چونکہ مسمی ڈگریدار نے درخواست اس عدالت میں گزرانی ہے کہ ڈگری قطعی صادر فرمائی جائے لہٰذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم بذات خاص یا معرفت کسی وکیل کے جو جواب مقدمہ سے بخوبی واقف ہو بوقت ... بتاریخ ۱۴ ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء اس عدالت میں حاضر ہو کر درخواست کے خلاف وجہ کہو اگر ایسا نہ کرو گے تو درخواست مذکور تمہاری غیر حاضری میں سماعت کی جائے گی۔

آج بتاریخ ۲۳ ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

(مہر عدالت)

دستخط حاکم ... انگریزی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے پیچ پیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے

بلکہ

گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

ایک

مشہور معروف کتاب ہے

اس کے

حصہ اول کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی اور عملی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کا

حصہ دوم

طبع ہوا ہے۔ حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار رہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا۔ فی الحقیقہ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

قیمت جلد اول للعہ قیمت جلد دوم عہ

محصول ڈاک ہر حال میں ذمہ خریدار

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ایک فلسفی

یعنی

مرحوم مولانا کرامت حسین سابق جج ہائی کورٹ الہ آباد کے کار آمد لائق مصنفات یہ وہ نادر تصنیفات ہیں جنھوں نے اردو زبان کو علمی بنا دیا ہے ملک کے ہر ایک بچہ کو پڑھائیے اور کام کا آدمی بنائیے اگر خود پڑھیے تو زندگی کی قیمت بڑھائیے۔

فواد کاسبہ۔ پیشہ ور کے مطالعہ کی چیز ہے۔ اردو ۱۲ار

تدین اور سالکون۔ یعنی موازنہ مذہب و سائنس اردو ۲ار

علم الاخلاق (مسلم گرلز اسکول کے کورس میں داخل تھی اردو یونیورسٹی حیدرآباد دکن کے نصاب تعلیمی میں شامل تھی مجلد قیمت مع محصولڈاک عہ

نور عامہ۔ عربی۔ فلسفۂ عقلی کا کارآمد متن ہے ۲ار

زائد خریداروں کو کمیشن دیا جائیگا

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ سنہ ۱۹۲۴ء

کی چند مکمل جلدیں دفتر میں برائے فروخت موجود ہیں قیمت فی جلد ہے مع محصولڈاک۔ مشتاقین جلد طلب فرمائیں۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) نقد روپیہ پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائے گی۔

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔ علاوہ خاص حالتوں کے پُرانا پرچہ واپس نہ لیے جائیں گے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جن صاحب کو قوت مردمی کا مکمل اور بے نظیر علاج کرانا ہو تو اس پتہ پر خط و کتابت فرمائیں۔ جواب کیلئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیے۔

سید کاظم حسین رضوی متصل غسل خانہ پاٹا نالہ لکھنؤ

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ بہترین ادویہ

حلواے مغز کنجشک

چند روز کے استعمال سے ضعف دماغ ضعف بصارت ... اعصاب کو طاقت پہونچاتے ہیں و غیرہ نیز مثانہ معدہ و جگر کو طاقت عظیم پیدا کرتا ہے۔ قوت مردی کی نایاب دوا ہے جسکی تعریف حد توصیف سے باہر ہے۔ ایک جلیل القدر طبیب کا قول اوپر کے شعر میں نظم کیا گیا ہے اگر یہی سمجھو رکے ہو دنیا دنیا میں کوئی دوا ہے تو یہی ممسک بے مثل ہے۔ سرعت و رقت کے مرض کو دور کرتی ہے قیمت فی بکس ... خوراک ...

ماء اللحم عنبری دو آتشہ خاص الخاص

یہ ماء اللحم نہایت محنت اور جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے۔ وہ نسخہ ہے جسکی سارے ہندوستان میں شہرت ہے پہلے صرف راجگان و دولتیان ملک کے لیے تیار ہوتا تھا۔ اب دواخانہ نے خاص طور پر تیار کیا ہے تاکہ عوام الناس کو بھی نفع پہونچے نہایت قیمتی اور نادر دواؤں سے مثل مشک و عنبر تازہ میووں وغیرہ سے تیار کیا گیا ہے مقوی اعضاء رئیسہ ہاضم طعام رنگ رخسار سرخ و سفید کرنے والی۔ کمزوری کو دور کرنے والا کا سریع الاثر ... بوڑھے ہیں مفید۔ گردہ و مثانہ کو تقویت بخشنے والا ہے قوت مردی کو بڑھانے والا اور ممسک ہے رقت و سرعت وغیرہ کو دور کرتا ہے۔

فی بوتل پانچ روپیہ (ﷲ)

تین بوتل کے خریدار کو ایک گلاس پیمانہ مفت۔

طلاے نسیحی

اعصاب کی تقویت بخشیدہ حتی کہ اصلی طاقت کو واپس لاتا ہے جن لوگوں نے ... اپنی قوت زائل کی ہو یا کسی دوسرے خود فطرت افعال کی وجہ سے رگیں خراب ہو گئی ہوں ان کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے تھوڑے عرصہ میں اپنا فائدہ دکھاتا ہے ... کی امید کو بر لاتا ہے اور معمولی شکایتوں میں تو وہ اثر دکھاتا ہے اور ایسی طاقت بخشتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

قیمت فی شیشی آٹھ روپیہ (ﷲ)

حب یاقوت مقوی و ممسک

طاقت رفتہ ثانی پیدا کرنے کی نایاب دوا ہے بے مثل و نظیر جتنا مشکل ہے قوت مردی کا پیدا کرنا اسیقدر یہ خون کو بڑھاتی حرارت ... میں ہیجان پیدا کرتی ہے ... رقت ... کی قوت کو دور کرتی اور ناامیدوں کی امید کو برلاتی لطف شباب جوانوں کی طاقت پیدا کرتی ہے آجتک سیکڑوں نامرد برسوں کے مایوس العلاج اس سے صحت یاب ہو چکے ہیں۔ اگر قاعدہ طریقہ پر چند روز تک استعمال کی جائے تو قوت ... میں بھی خاصی افزونی ... قیمت فی بکس ... خوراک ... ڈاک ...

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطباء سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے

فرمائش کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے۔ منیجر دواخانہ معدن الادویہ گوٹھریہ اسٹریٹ لکھنؤ۔ فہرست کتب مفت طلب فرمائیے۔

کلکتہ کا نادر تحفہ

میں نے اپنے مقبول عام اور پسند خاص شاہی زردہ کے بہترین ہونے کی وجہ سے پبلک ... فائدہ رسانی و شاہی زردہ کے شائقینوں کی خوشنودی کی غرض سے شاہی زردہ کے ایک ٹین میں انعامی ٹکٹ شامل کیے ہیں جن صاحب کے پاس سو ٹکٹ جمع ہو جائیں وہ اسکے معاوضہ میں اسی نمبر کے ایک ٹین شاہی زردہ کے مستحق ہونگے۔ اور جو صاحب بہرے سو ٹکٹ بھیجیں گے کارخانہ فوراً اپنے خرچ سے ایک ٹین شاہی زردہ پیش کرے گا۔ اور جو صاحب کم از کم پچیس ٹین شاہی زردہ طلب فرمائیں گے انکے ساتھ پیکنگ و ڈاک محصول کی بھی رعایت کی جائے گی۔ تاجروں کے لیے خاص رعایت ہے۔ ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے۔

شاہی زردہ - پانچ تولہ کا ٹین قیمت ایک روپیہ دو روپیہ چار روپیہ آٹھ روپیہ سولہ روپیہ

شاہی زردہ قیمت فی سیر [illegible]

نمونتاً ایک شیشی قیمت [illegible]

زردہ تمباکو مشکی قیمت فی سیر [illegible]

زردہ تمباکو پتی قیمت فی [illegible]

گولی تمباکو سادی فی تولہ [illegible] زعفرانی فی تولہ [illegible] گنگا جمنی [illegible] طلائی [illegible]

شاہی قوام فی تولہ [illegible] مشکی قوام فی تولہ [illegible]

المشتہر - کارخانہ شاہی زردہ مقبول اینڈ کو نمبر ۴۲/۵ چیت پور روڈ کلکتہ

قصہ ہے یا ظرافت کی جان

اردو میں آج تک اس قصہ کا مثل نہیں ہے

جھپو!

یہ پُر از ظرافت قصہ اودھ پنچ کے ساتھ مسلسل شائع ہوتا رہا ہے اس کے صفحات بطور فائل علیحدہ بھی مرتب کیے گئے ہیں۔ ابتداے ۱۹۲۳ء سے جو حضرات اودھ پنچ کے خریدار ہیں انھوں نے مسلسل مطالعہ کر لیا ہوگا لیکن ... اور بہت سے نئے خریدار ایسے ہیں جو قصہ کی ابتداء سے ناواقف ہوں گے۔ یہ مرتبہ فائل اُن کے اشتیاق کو پورا کر سکتا ہے۔

قیمت علاوہ محصول ڈاک ...

المشتہر
منیجر اخبار اودھ پنچ لکھنؤ